جماعت الثانیہ کے متعلق فقہی تحقیق

مولانا محمد رفیق "جواد"
متخصص فی الفقہ الاسلامی
بجامعۃ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں
زیر نگرانی: مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب
رئیس تخصص فی الفقہ جامعہ المرکز الاسلامی

تمہید:

مردوں کے لئے ضروری ہے کہ پانچوں وقت کی فرض نمازوں کو مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ پڑھیں۔قرآن وحدیث میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بے حد تاکید آئی ہے اور یہ تاکید خود ہمارے دینی اور دنیاوی فائدے کے لئے آئی ہے۔

اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں۔" واركعوا مع الراكعين ".(البقرة).(۱)

اور نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا نماز سے ستائیس گنا زیادہ بہتر ہے۔ایک بار آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ جماعت میں بغیر کسی عذر کے شریک نہیں ہوتے میرا جی چاہتا ہے کہ اذان دلوا کر ایک شخص کو امام بنادوں اور میں خود چند آدمیوں کو لکڑیاں دے کر ساتھ لے جاؤں اور ان کے گھروں میں آگ لگادوں۔"فاحرق عليهم بيوتهم باالنار" .(البخاری مسلم).(۲)

بہر حال امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے اور احناف کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔فقہ کی بعضوں کتابوں میں واجب لکھا ہوا ہے اور بعض سنت مؤکدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت اور ترک جماعت پر سخت وعیدوں کی وجہ سے محققین فقہاء نے اس کو واجب قرار دیا ہے جو لوگ اسے سنت مؤکدہ کہتے ہیں وہ بھی اسے واجب کے مانند ہی سمجھتے ہیں۔

جماعت کے فائدے:

اگر جماعت میں کوئی فائدہ نہ بھی ہوتا تو اس کی پابندی ہمارے لئے اس لئے ضروری ہے کہ خدا اور رسول کا حکم ہے لیکن خدا اور رسول نے کوئی حکم فائدے کے بغیر نہیں دیا ہے اس کے چند فائدے لکھے جاتے ہیں۔

(۱)اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے اپس میں اتحاد واتفاق اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے دن رات میں پانچ مرتبہ مسلمان جب اپس میں ملیں گے تو لامحالہ ایک دوسرے کے رنج وخوشی سے واقفیت ہوگی اور ایک دوسرے کی ہمدردی کا جذبہ بڑھے گا۔جو لوگ دولتمند ہوں گے

ان کو غریبوں کی حالت وضرورت سے واقفیت ہوگی۔ اور وہ ان کی مدد کرسکیں گے۔ جو لوگ بیمار ہوں گے دوسرے مسلمانوں کو فوراً اس کی اطلاع ہوگی اور وہ ان کی عیادت کریں گے جس سے یگانگت اور محبت پیدا ہوگی۔

(۲) اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جماعت میں جب سب مسلمان آئیں گے تو ان میں کوئی جاہل ہوگا کوئی عالم کوئی کم پڑھا لکھا اور کوئی زیادہ پڑھا لکھا۔ اس طرح ناواقف اور کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو موقع ملے گا کہ وہ دین کی کوئی بات معلوم کرنا چاہیں تو آسانی سے معلوم کرلیں اور اس سے پڑھے لکھے لوگوں میں اس بات کا احساس پیدا ہوگا کہ جاہلوں اور ناواقفوں کو دین سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔

(۳) اس کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے مساوات کا سبق ملتا ہے۔ مسجد میں پہنچ کو جب امیر وغریب خادم ومالک، چھوٹے اور بڑے سب ایک ہی صف میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں تو اس سے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک اس کے تمام بندے برابر ہیں۔

(۴) پھر اس کے ذریعہ دوسروں کے سامنے اسلام کی اجتماعی شان کا اظہار ہوتا ہے اور اسلامی عبادت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

(۵) پھر تمام مسلمان کامل کر نماز پڑھنا اور مل کر دعا مانگنا خدا کی رحمت کے نزول اور نیکی کے فروغ کا سبب بنتا ہے کیونکہ دیئے دیا چلتا ہے۔ نمازیوں میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ کوئی زیادہ نیک ہوتا ہے کوئی کم نیک کوئی دین کے کاموں کا زیادہ پابند ہوگا اور کوئی کم تو آپس میں ملنے جلنے سے ایک کی نیکی کا اثر دوسرے پر ضرور پڑتا ہے۔ آدمی جیسے لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی صحبت اختیار کرتا ہے اکثر اس پر ویسا ہی اثر پڑتا ہے۔ اس طرح نمازیوں کے برابر ملنے جلنے سے لوگوں کی نیکیاں بڑھیں گی اور جتنی بھی نیکیاں بڑھیں گی برائیاں مٹیں گی اور یہ چیز خدا کی رحمت کے نزول کا سبب ہوگی۔

یہ سب بالا امور وفوائد جماعت اولیٰ کی صورت میں پیدا ہوتا ہے انداز میں ہے جماعت ثانی کی صورت میں مکمل فوائد نہیں بلکی جماعت اولیٰ ہر اثر سوء ڈالتا ہے اور تکاسل وتھاون کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا جماعت اولیٰ کا پابندی سب امت مسلمہ کے لئے ضروری ہیں ہاں کس شرعی عذر کے بنیاد پر دوسرے جماعت کے گنجائش ہے جیسا کہ ذیل میں سارے اقسام جواز وعدم جواز کا بیان ہو چکا ہے اور اس کا شرائط بھی بیان ہوا ہے۔

جماعت الثانیہ کی صورتیں مختلف ہیں اور ان کا حکم بھی مختلف ہے۔

لہٰذا ہر صورت کا حکم علیحدہ بیان کیا جاتا ہے۔

جماعت ثانیہ کے جواز کے لئے چند شرائط:

(۱) مسجد طریق ہو، یعنی اس کے نمازی معین نہ ہوں۔

(۲) اس مسجد میں امام اور مؤذن معین نہ ہوں۔

(۳) مسجد محلہ میں غیر اہل محلہ نے جماعت کی ہو۔

(۴) مسجد محلہ میں اہل محلہ نے بلا اعلان اذان یا بلا اذان جماعت کی ہو۔

ان صور اربعہ میں تکرار جماعت (جماعت الثانیہ) اگرچہ تکرار اذان واقامت کے ساتھ ہو بالاجماع جائز بلکہ افضل ہے۔

جماعت ثانیہ کا عدم جواز اور صورتیں:

(۵) مسجد محلہ میں اہل محلہ نے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی اذان سے ہو۔

(۶) صورت مذکورہ میں تکرار جماعت بلا اذان ہو اور جماعت ہیئت اولیٰ پر ہی ہو۔ یعنی عدول عن المحراب نہ کیا گیا ہو۔

یہ دونوں صورتیں بالاتفاق مکروہ تحریمی ہیں۔

(۷) مذکورہ صورت میں جماعت ثانیہ ہیئت اولیٰ پر نہ ہو، یعنی عدول عن المحراب کیا گیا امام وسطِ مسجد میں محراب یا محراب کی محاذاۃ میں نہ کھڑا ہوا ہو۔ اس حالت میں کراہت امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ میں مختلف فیھا ہے۔

امام صاحب کے نزدیک اگر جماعت الثانیہ تین سے زیادہ ہوں اگرچہ ہیئت اولیٰ پر نہ ہو تو بھی مکروہ ہے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر ہیئت اولیٰ پر ہوں تو مکروہ اور ہیئت اولیٰ پر نہ ہو تو جائز غیر مکروہ لیکن تحقیق کے بعد مفتی بہ قول بھی امام صاحبؒ کا ہے۔ جیسا کہ اب خود دیکھیں "قال فی شرح التنویر ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق اومسجد لاامام لہ ولا مؤذن"۔

قال الشامی تحت (قولہ ویکرہ) ای تحریماً لقول الکافی لایجوز والمجمع لایباح وشرح الجامع الصغیر انہ بدعۃ .(۳).(شامی ج ۱ ص ۲۰۸).

(وقولہ باذان واقامۃ الخ) یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ الا اذا صلی بھما فیہ اولا غیر اھلہ اواھلہ لکن بمخافتۃ الاذان ولو کرر اھلہ بدونھما أو کان مسجد طریق جاز اجماعاً کما فی مسجد لیس لہ امام ولا مؤذن ویصلی الناس فیہ فوجاً فوجاً فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامۃ علی حدۃ کما فی أمالی قاضیخان .(۱).(شامی حوالہ بالا).

والمراح بمسجد المحلۃ مالہ امام وجماعۃ معلومون والتقید باالمسجد المحلۃ احتراز من الشارع وبالا ذان الثانی احتراز عما اذا صلی فی مسجد المحلۃ بغیر اذان حیث یباح اجماعاً . (شامی ج ۱ ص ۴۰۸).

وایضاً قال الشیخ نظام الدین : المسجد اذا کان لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اھلہ فیہ بالجماعۃ لایباح تکرار ھا فیہ باذان ثان اما اذا صلو ا بغیر اذان یباح اجماعاً وکذا فی مسجد قارعۃ الطریق.

وفی الاصل لصدر الشهید اما اذ اصلوا بجماعة بغیر اذان واقامة فی ناحیة المسجد لایکره . وقال شمس الائمة الحلوانی ان کان سوی الامام ثلاثة لایکره بالا تفاق. وفی الاربع اختلف المشایخ والا صح انه یکره هکذ افی الخلاصة.(۵). (هندیه ج ۱ ص ۸۳).

وقال الشیخ ابراهیم حلبیؒ: واذالم یکن للمسجد امام ومؤذن راتب فلایکره تکرار الجماعة فیه باذان واقامة بل هو الافضل ذکره قاضی خان. امالو کان له امام ومؤذن معلوم فیکره تکرار الجماعة فیه باذان واقامة عندنا وعن ابی حنیفہؒ لوکانت الجماعة الثانیه اکثر من ثلثه یکره التکرار والا فلا وعن ابی یوسفؒ اذالم تکن علی الهیئة الاولیٰ لایکره والا یکره الخ.(۴). (کبیر ی ص ۶۱۲ . ۶۱۵).

وایضاً قال ان کان سوی الامام ثلاثة لایکره بالا تفاق وفی الاربع اختلف المشا یخ والا صح انه یکره . (۵).(عالمگیری ج ۱ ص ۸۳).

ومثله فی الفتاویٰ السلطانیه .(۶).(ج ۱ ص ۸۱) ومنه یعلم القول الامام ابو حنیفہؒ للفتویٰ.

ثم قال فی الا ستدلال علی امام الشافعیؒ النافی للکراهة مانصه انه علیه الصلاة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد فرجع الی منزله فجمع اهله وصلی ولو جاز ذالک لما اختار الصلاة فی بیته علی الجماعة فی المسجد ولان فی الاطلاق هکذا تقلیل الجماعة فانهم لایجتمعون اذا علموا أنها لا تفوتهم ومقتضی هذاالاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة .(۷). (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۰۹).

ولو بدون اذان ویؤیده مافی الظهر یة لودخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیه اهله یصلون وحدانا وهو ظاهرالروایة .(شامی بحواله بالا).

ایضاً فی الشامی بحوالۂ احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲۳ باب الاذان (۵تا ۷) وری عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کا نوااذا فاتتهم الجماعة فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی .(الی ان قال) وفی اخر شرح المنیه وعن ابی حنیفہؒ ولو کانت الجماعة اکثر من ثلاثة یکره التکرار والا فلا وعن ابو یوسفؒ اذالم تکن علی الهئیة الاولیٰ لاتکره والا تکره وهو الصحیح وبالعدول عن المحراب مختلف الهئیة کذا فی البزازیة وفی التتارخانیه عن الولوالجیه وبه نأخذ.(ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۲۳).

امام صاحب کے تائید میں یہ حدیث بھی ہے۔

’’عن ابراهیم النخعی قال قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه لایصلی بعد صلاة مثلها ‘‘.(ابن شیبه بحواله احسن

الفتاویٰ حوالہ بالا).

وایضاً عن خرشة الحران عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یکرہ ان یصلی بعد صلاۃ الجمعة مثلھا .(رواہ طحاوی بحوالہ بالا).

مندرجہ ذیل دوروائتیں بظاہر امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف نظر آتی ہیں۔

(۱) عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جاء فی المسجد رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایکم یتجر علی ھذا فقام رجل وصلی معه . (رواہ الترمذی).

(۲)عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیقاً وابی یعلیٰ موصولاً انه جاء انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی مسجد قد صلی فیه فاذن واقام وصلی جماعة . (بخاری بحوالہ بالا احسن).

لیکن ان اثار کا جواب تابع الاثار حاشیہ طحاوی میں اس طرح مذکور ہے۔

وما وردمن قوله علیه السلام من یتصدق لایدل علی جواز التکرار المتکلم فیه وھو اقتداء المفترض باالمفترض اذالثابت به اقتداء متنفل بالمفترض ولا یحکم بکراھته بل ورد فی جوازه حدیث اخر من قوله علیه السلام اذ صلیتما فی رحالکما ثم اتیتما صلاۃ قوم فصلیا معھم واجعلا صلا تکما معھم سبحة کما ھو ظاھر.

وما روی البخاریؒ تعلیقاً عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمول علی مسجد الطریق اونحوه لما نقل فیه انه رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذن واقام وھو المکروہ عند العامة اہ تابع الاثار).

قلت ویحمل علی مسجد الطریق ایضاً لئلا یخالف قوله لما نقله الشامی من حکایة تعامل الصحابةرضی اللہ تعالیٰ عنھم.

غرض یہ کہ دلائل کے لحاظ سے امام صاحبؒ کا قول قوی ترین ہے۔علاوہ ازیں الترجیح للمحرم کے اصول پر بھی امام صاحبؒ ہی کا قول راجح ہے پس اصول ترجیح میں ہر حیثیت سے حضرت امام اعظمؒ کا قول مفتی بہ ومختار ہے۔(احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۶).

صورۃ التطبیق:

امام ابو یوسفؒ کراھۃ تحریمیہ کے نافی ہیں اور حضرت امام کراھۃ تنزیہ کے مثبت ہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ شامیہ میں صورت خامسہ کو مکروہ تحریمی کہا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جن صورتوں میں کراہت کی نفی ہے ان میں کراہت تحریمیہ کی نفی ہے نیز مطلق کراہت سے مراد تحریمیہ ہوتی ہے۔تو عند الثنی بھی اسی تحریمیہ کی نفی ثابت ہوگی۔بعدہ کراہت تنزیھیہ کی نفی کے لئے کسی مستقل دلیل کی ضرورت ہے۔ پہلی چار صورتوں میں افضلیت تکرار کی تصریح کراہت تنزیہ کے عدم دلیل ہے کراہت کی نفی سے کراہت تحریمی منتفی ہوگئی اور دلیل افضلیت سے کراہت تنزیہیہ منتفی ہوگی۔

اور استحباب ثابت ہو گیا۔ اس کے برعکس صورت سابعہ میں کراہت تحریمیہ کا انتفا ہے تنزیہہ کی نفی ہو کر دلیل نہیں بلکہ ظہر یہ سے منقول ظاہر الروایۃ میں کراہت کا ثبوت ہے لہٰذا کراہت تحریمیہ کا انتفاء اور تنزیہیہ کا ثبوت ظاہر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ امام صاحب کے اثبات اور امام ابو یوسفؒ کی نفی میں کوئی تعارض نہیں۔

غرض یہ کہ تکرار جماعت میں امام ابو یوسفؒ کے ہاں کوئی ثواب نہیں اور امام صاحب کے نزدیک کراہت ہے اور ترک میں امام صاحب کے ہاں ثواب ہے اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں کوئی نقصان نہیں حتیٰ کہ حرمان عن الثواب بھی نہیں اس لحاظ سے بھی ترک تکرار ہی اولیٰ ہے۔ کیونکہ تکرار میں فائدہ کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ کراہت کا احتمال ہے۔ اور ترک تکرار میں کوئی نقصان نہیں بلکہ ثواب کی اُمید ہے۔ یہ کل تحقیق فی نفسہ ہے ورنہ مفاسد خارجیہ کے پیش نظر تکرار ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی اگر امام ابو یوسفؒ کے سامنے یہ مفاسد پیش ہوتے تو ہرگز جواز کا قول نہ فرماتے **ھکذا افاد حکیم الامۃ. (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۷).**

اور دیو بند فتاویٰ میں ہے جماعت ثانیہ دوسری جگہ مکان یا جنگل میں پڑھنا افضل ہے اور مکان یا جنگل میں وہی اذان کافی ہے۔ جو محلہ والو میں ہے دوسری اذان کے لئے ضرورت نہیں لہٰذا مسجد کے حوض کے پیچھے اور مسجد کے چھت سب کے حکم مسجد ہے ہاں کوٹھری وغیرہ جو خارج ہیں ان میں جماعت الثانیہ جائز ہے۔ یا دوسری مسجد میں چلا جاوے فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ج ۳ ص ۱۴ تا ۱۵)۔

اور فتاویٰ رشدیہ میں بھی کراہت کا قول ہے جیسا کہ دوسری جماعت کرنا مسجد محلہ میں جو کہ امام اور نمازی معین ہو تو دوسرا جماعت مکروہ ہے انفرادی نماز کرنا افضل ہے۔ اگر دوسری جماعت میں فساد کا خطرہ ہوں تو بالکل صحیح نہیں فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ رشدیہ ترجمہ ص ۵۶۳)۔

اور فتاویٰ حقانیہ میں بھی ایسا ہے جیسا کہ فقہاء احناف کے نزدیک محلہ کی مسجد میں جس کا امام اور مؤذن مقرر ہو جماعت ثانیہ مکروہ ہے البتہ ایسی مسجد جس میں امام و مؤذن مقرر نہ ہو یا راستے کی مسجد ہو تو اس میں جماعت ثانیہ جائز ہے البتہ اگر مسجد کے ساتھ ملحقہ کوئی حجرہ یا مدرسہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں جماعت ثانیہ کر لی جائے۔

" لماقال ابن عابدین یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد الخ ". (حقانیہ ج ۳ ص ۱۲۶).

غرض یہ کہ صور سبعہ میں جیسا کہ پہلے گزر جائے صور اربعہ میں تکرار جماعت بالا جماع افضل ہے اور خامسہ وسادسہ میں بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے اور صورت سابعہ یعنی تکرار جماعت عدول عن محاذاۃ المحراب کی حالت میں شیخین کا اختلاف ہے۔ اور حالت اختلاف میں تطبیق یا ترجیح کی ضرورت ہے شرح التنویر میں اصول ترجیح بایں الفاظ منقول ہے۔

" واختلف فیما اختلفوا فیہ والاصح کما فی السراجیہ وغیرھا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی (الی قولہ) وصحح فی الحاوی ".

القدوسی قوۃ المدرک (شرح التنویر مطلب رسم المفتی) لہٰذا سراجیہ کے قانون پر عمل کیا جائے تو بھی امام صاحب ہی کا قول مختار ہے۔ اس لئے امام صاحبؒ کے قول دلائل عقلیہ ونقلیہ سے قوت ظاہر ہے۔ **"کما تریٰ من التحقیق مامضیٰ".**

بہر حال شریعت کا حکم یہ ہے کہ مساجد میں جماعت قائم کی جائے، بدون عذر غیر مسجد میں جماعت کرنا بالخصوص اس کی عادت بنالینا مکروہ اور بدعت ہے قرون خیر میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی چلنے سے عاجز مریض کے علاوہ صرف ایسی لوگ مسجد کی جماعت سے پیچھے رہتے تھے جن کا نفاق معروف ومشہور ہوتا تھا۔

"قال عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه لقدر أیتنا و ما یتخلف عن الصلاة الا منافق قد علم نفاقه او مریض الحدیث.

(رواه مسلم بحواله احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۸).

البتہ کسی عذر سے مسجد کے جماعت فوت ہو جائے تو گھر میں جماعت کی جائے جیسا کہ مضمون بالا میں متعدد احادیث اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعامل سے ثابت ہوا مگر انقلاب زمانہ دیکھیں کہ بدون عذر گھروں پر جماعت کا عام دستور ہو رہا ہے۔ اور مساجد میں جماعت ثانیہ کا عام رواج ہو گیا ہے جس میں مندرجہ ذیل قبائح ہے۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے طریق سے مخالفت۔

(۲) جماعت کی تقلیل وتھاون۔

(۳) جماعت اصلیہ کے ساتھ شرکت میں تکاسل اور اس کی عادت پڑ جانے کا سبب۔

(۴) جماعت سے تخلف کے گناہ کا اظہار۔

(۵) افتراق کے صورت اور اس کا سبب۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۸).

مراجع ومصادر:

(۱) قرآن سورۃ بقرہ.

(۲) بخاری ومسلم.

(۳) شامی ج ۱ ص ۴۰۸.

(۴) هندیه ج ۱ ص ۸۳.

(۵) کبیری ص ۶۱۴.۶۱۵.

(۶) عالمگیری ج ۱ ص ۸۳.

(۷) فتاویٰ سلطانیه ج ۱ ص ۸۱.

(۸) ردالمحتار ج ۱ ص ۴۰۹.

(۹) احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲۳.

(۱۰) ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۲۳.

(۱۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۴ تا ۱۵.

(۱۲) فتاویٰ رشدیه ترجمه ص ۵۶۳.

(۱۳) فتاویٰ حقانیه ج ۳ ص ۱۲۶.

(۱۴) اسلامی فقه ج ۱ ص ۲۲۵.

کتبه محمد رفیق "جواد" متخصص

فی الفقه الاسلامی بجامعة المرکز الاسلامی بنوں پاکستان